ابو رغدہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ کی وفات پر
دارالعلوم حقانیہ میں تعزیتی ریفرنس
شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا خطاب

اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سربراہ اور جامعہ فاروقیہ کے مہتمم شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان قدس سرہ مختصر علالت کے بعد ۹۶ سال کی عمر میں اتوار کی شب کراچی میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے ،حضرت کی موت کی خبر تمام امت مسلمہ کیلئے عموما اور اہل مدارس علماء اور طلباء کے لئے خصوصاً عظیم الشان صدمہ اور ایک حادثہ فاجعہ سے کم نہ تھی ،جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے علماء طلباء اور تمام متعلقین جامعہ حقانیہ غم سے نڈھال تھے حضرت کے ایصال ثواب کیلئے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے وسیع ہال دارالحدیث میں کئی ختم قرآن کا اہتمام کیا گیا اور اس اجتماع سے شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے ایک مختصر تعزیتی بیان بھی فرمایا جسے احقر نے قلمبند کیا۔

الحمدللہ و کفی والصلاۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحیم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لغبض العلم بقبض العلماء او کما قال علیہ السلام

میرے عزیز طلباء ! آپ کو اس المناک حادثے کا علم ہوا ہے، وفاق المدارس العربیہ کے صدر، جامعہ فاروقیہ کے مہتمم اور اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے سربراہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب قدس اللہ سرہ العزیز وفات پا گئے ،انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ان کا ایک جنازہ صبح آٹھ بجے ہو چکا ہے اور دوسرا جنازہ دو بجے جامعہ فاروقیہ جدید میں ادا کیا جائے گا،میری تو جانے کی ہمت نہ ہوسکی لیکن مولانا انوار الحق صاحب دارالعلوم حقانیہ کی نمائندگی کیلئے گئے ،کوئی حادثہ ایک خاندان کیلئے ہوتا ہے،اور کبھی کسی علاقے کے لئے ،مگر ایسے جلیل القدر عالم کی موت تمام اہل علم اور مدارسِ دینیہ کیلئے ایک سانحہ ہے، یہ بہت بڑا خلا ہے اور پوری امت مسلمہ کیلئے حادثہ فاجعہ سے کم نہیں۔

مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت بلند مقامات عطا فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ نے

ان کو مقبولیت دی تھی، اس وقت وہ بقیۃ السلف تھے، دیوبند کے اکابرین کا قافلہ رخصت ہورہا ہے، ایک ایک کرکے جارہے ہیں وہ اکابرین دارالعلوم دیوبند خصوصاً حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے فیض یاب ہوکر یہاں علم کی شمع روشن کئے ہوئے تھے وہ سب تقریباً جاچکے ہیں، مولانا کو اللہ تعالیٰ نے لمبی عمر عطا فرمائی تھی، تقریباً ۹۴ یا ۹۶ سال کی عمر پائی، یہ بہت بڑا خلاء ہے اور بظاہر بہت ہی قحط الرجال کا زمانہ ہے، علم بھی اٹھتا ہے، علماء کے رفع کیساتھ، جب علماء چلے جائیں تو علم ختم ہوجائیگا اور جب علم ختم ہوجائے تو قیامت کیلئے راہ ہموار ہوجائیگی اسلئے علماء کی موت قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کا اس لحاظ سے ہمارے اوپر حق ہے، کہ وہ شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کے علاوہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے خاص اور بہت قریبی شاگردوں میں سے بھی تھے، دارالعلوم دیوبند میں کئی کتابیں انہوں نے مولانا عبدالحق رحمہ اللہ سے پڑھی تھیں، وہ جوانی میں کبھی کبھار دارالعلوم حقانیہ آیا کرتے تھے، جب پاکستان بنا اور دارالعلوم دیوبند آنا جانا بند ہوگیا، تو استاد کی ملاقات کیلئے اکوڑہ خٹک تشریف لاتے۔ مجھے یاد ہے کہ شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں کہا تھا، کہ اس بندۂ خدا کی وجہ سے میں دو دو گھنٹے کتاب کا مطالعہ کرتا تھا، یعنی بعض کتابیں بہت مغلق اور مشکل ہوتی تھیں، جس کا مطالعہ میں کرتا تھا، اس لئے کہ یہ بہت ذہین تھے، جب طالب علم بہت ذہین ہو اور سوالات کرتا ہو اور مشکلات پیش کرتا ہو تو پھر استاد پر بھی ذمہ داری ہوتی ہے، اور اس کیلئے پوری تیاری کرنی پڑتی ہے، تو یہ ایسا طالب علم تھا کہ جس کے لئے مجھے تیاری کرنی پڑتی تھی، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی یہ بات حضرت شیخ سلیم اللہ خان صاحب کیلئے بہت بڑی تعریف اور سند کا درجہ رکھتی ہے، اب تو طلبا نہ اعتراض کرتے ہیں، نہ سوال۔ وہ زمانہ ختم ہوچکا ہے، پہلے طلباء اٹھ کر اپنے اشکالات پیش کرتے تھے، اب تو آپ بے فکر ہیں، کچھ عرصہ پہلے تو پرچی کے ذریعے سوال پوچھ لیتے تھے، لیکن اب وہ سلسلہ بھی بند ہوگیا، بہر حال، یہ ان کیلئے اپنی استاد کی بڑی شہادت ہے، کہ شاگردی کی حالت میں بھی وہ ایسے تھے، کہ استاد کو محنت کرنی پڑتی اللہ تعالیٰ نے ان کو ابتداء سے ہی یہ صفات دے رکھی تھیں۔

میں بہت چھوٹی عمر میں (تقریباً آٹھ نو سال کی عمر میں) دارالعلوم دیوبند گیا تھا، حضرت شیخ الحدیث والد ماجد رحمہ اللہ دارالعلوم دیوبند میں تدریس فرماتے تھے، ان کی خواہش تھی کہ مجھے لایا جائے، اس وقت میری عمر آٹھ نو سال کی تھی، اس لئے کہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان بنا ہے اور ۱۹۳۶ء یا ۱۹۳۷ء میری پیدائش ہے تو میں آٹھ نو سال کا تھا، کہ میرے دادا جان نے مجھے اپنے چچا کے ساتھ دارالعلوم دیوبند بھیج دیا، کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خواہش پوری ہوجائے، تو ہم ریل گاڑی میں دارالعلوم دیوبند گئے، جب دارالعلوم دیوبند پہنچے تو مجھے اب تک وہ منظر یاد ہے، اوپر ایک درسگاہ میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ

تشریف فرماتھے، سہ ماہی یا ششماہی تقریری امتحان لے رہے تھے، تو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے جب مجھے دیکھا تو خوشی سے امتحان کو مختصر کردیا اور باقی طلباء کو کہا جاؤ بچو! آپ تو ویسے ہی پاس ہیں، یہ قصہ مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے مجھے سنایا تھا، وہ کہتے تھے، کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ آئے تھے، اور کھڑکیوں اور تپائیوں پر چھلانگیں لگایا کرتے تھے، اس وقت میں سات آٹھ سال کا بچہ تھا، وہ نقشہ سارا ان کے ذہن میں تھا، جب بھی میں ان سے ملنے جاتا تھا، تو وہ اپنے بچوں کو بلاتے اور ان کو کہتے یہ مجھے اس زمانے سے یاد ہے، کہ سات، آٹھ سال کی عمر میں دیوبند تشریف لائے تھے، میں چند دن کیلئے گیا تھا، تو بہر حال انہوں نے حضرت والد صاحب رحمہ اللہ سے وہ تعلق اور محبت برقرار رکھا، اور اس تعلق اور محبت کی خاطر یہاں تشریف بھی لاتے تھے۔

میں نے آپ کو پہلے بھی کہا تھا کہ یہاں پر ان کے ایک دوست مولانا حافظ اسرار الحق صاحب جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے اور اکوڑہ خٹک کے باشندے تھے، اور ان کا تعلق ایسے خاندان سے تھا، جو علماء کا نہیں تھا اور وہ بہت زیادہ ذہین تھے، اس نے پورے ہندوستان اور پاکستان میں دورہ حدیث میں اول پوزیشن لی، وہ کلاس میں ہر ہر لفظ لکھتے تھے، ان کے اساتذہ کا کوئی ایک جملہ ایسا نہیں تھا جو انہوں نے لکھا نہ ہو، کاپیوں کا ایک بڑا پلندہ تھا ان کی الماری میں، مولانا سلیم اللہ خان صاحب ان کے طالبعلمی کے دوست تھے، اس سے ملنے کیلئے بھی آتے تھے اور پھر انہوں نے ان سے وہ اور املائی تحریریں بھی لے لی تھیں، اور مکمل محفوظ فرمایا، حضرت وفاق المدارس کی خدمت میں طویل عرصہ سے مصروف عمل تھے اور نصاب اور تعلیمی نظام کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی صفات سے نوازا تھا۔

دارالعلوم حقانیہ میں بیس پچیس سال پہلے تمام پاکستان کے وفاق المدارس کا اجلاس منعقد ہوا تھا، جس کیلئے میں نے مولانا عزیر گل صاحب (اسیر مالٹا) کو بھی مجبور کیا تھا اور اس اجلاس میں شرکت کیلئے میں ان کو یہاں لایا تھا، تمام مہتممین کی بھی یہی خواہش تھی کہ وہ حضرت مولانا عزیر گل صاحب کو دیکھیں، تین چار ہزار مہتممین اور علماء دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور وفاق المدارس کا وہ سالانہ اجتماع یہاں منعقد ہوا، دو دن وہ اجتماع یہاں جاری رہا یہ ایک تاریخی اور عجیب اجتماع تھا، اس اجتماع کی پوری نظامت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی سپرد تھی، جو اس وقت وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ تھے، اس اجتماع کے ناظم اور سٹیج سیکرٹری کے تمام انتظامات حضرت شیخ الحدیث سلیم اللہ خان نے خود سنبھالتے تھے، علماء، نصاب کے متعلق، نصاب میں اصلاح کے بارے میں، مدارس کی بہتری کے بارے میں تجاویز اور تقریریں پیش کرتے تھے، یہ اسے لکھتے تھے، پھر اس کا جواب دیتے تھے تو یہ پورا حصہ اس اجتماع کا مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی نظامت میں

ایک جلد میں محفوظ ہوچکی ہے، خطبات مشاہیر میں ایک جلد صرف اس اجتماع کے بارے میں ہے تو ان کی صلاحیتوں کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے، ہر تجویز پر تبصرہ کرنا اس کا جواب دینا بڑا مشکل کام ہے جو انجام دیتے رہے۔

اس وقت درس وتدریس میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا موقع عطا فرمایا اور شیخ الحدیث جیسے اعلیٰ منصب اور مسند پر فائز کیا، اب بھی ان کی کئی کتابیں زیر مطالعہ ہیں، کشف الباری بخاری شریف کی شرح ہے، ابھی پچھلے ہفتہ کشف البیان کی ایک جلد بھی آئی، کشف البیان تفسیر کے بارے میں ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو تلامذہ اور دوست بھی اچھے عطا فرمائے تھے، جو ان کے ساتھ مآخذ اور مراجع میں معاونت کرتے تھے، یہ کشف الباری بھی اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمائی ہے، بیس پچیس جلدوں میں ہے تو اس وقت ہم سے ایسی شخصیت جدا ہوئی کہ سارے لوگ اور تمام مکاتب فکر اس پر اعتماد کرتے تھے، ایک تو ہماری اپنی تنظیم ہے وفاق المدارس، جس سے بیس پچیس ہزار مدارس منسلک ہیں، دوسرا اہل تشیع کا، اور بریلوی حضرات کا بھی ہے، اہل حدیث کا بھی ہے، یہ پانچ تنظیمات ہیں، اتحاد مدارس دینیہ، ان کا بھی کسی اور پر اتفاق نہیں ہوتا تھا، انہوں نے بھی ان کو اپنا صدر بنایا ہوا تھا، صرف ہمارے وفاق کے صدر نہیں تھے بلکہ سب وفاقوں کے بھی یہ صدر تھے، لہٰذا یہ مقبولیت بہت کم لوگوں کو ملتی ہے۔

ہمارے اکابر دیوبند تو سب ایک ایک کرکے جارہے ہیں، قحط الرجال ہے، تو یہ بہت بڑی خلاء ہے، اللہ تعالیٰ اس خلاء کو پُر کرے، یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ بہترین اور حضرت شیخ جیسی صفات کی حامل شخصیت وفاق المدارس کے لئے منتخب فرمائے اور اس پر ہم سب کا اتفاق آجائے، کیونکہ وقت بہت نازک ہے، مدارس کے خلاف حکومتوں کے عزائم آپ کو معلوم ہیں، ایک بہت بڑی جنگ ہے، اور اس کے نصاب اور اصلاح کے نام پر غداری کی جارہی ہے، اس سارے نظام سے، روح نکالنے کی کوشش کی جارہی ہے، اور اس نظام سے کالج اور یونیورسٹیاں بنانا چاہتے ہیں، ایسے وقت میں اس کی مدافعت اور ان کی سازشوں کی مزاحمت کرنے کیلئے بہت زیادہ بیدار مغز شخص کی ضرورت ہے، کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبولیت بھی حاصل ہو، اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے شخص سے نوازے، اور جامعہ فاروقیہ اور یہ دیگر ادارے اور ان کی خدمات اللہ تعالیٰ تاقیامت جاری وساری رکھے، یہ نقصان جو اکابرین دیوبند کے جانے سے ہمیں پہونچا ہے، اللہ تعالیٰ اس خلاء کو اچھے طریقے سے پُر کردیں، اور ہمارے موجودہ علماء اور موجودہ تلامذہ اور طلباء سے اللہ کام لے، ان کو صلاحیتیں عطا فرمائے اور ان کو ایسے صفات پر متصف فرمائے جو کمالات اور صفات ہمارے اکابر کے تھے، ایک بہت بڑی خلاء ہے اب ان کیلئے ایصال ثواب فرمادیں۔